Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۲/۷۷ | جمعرات یکم شعبان ۱۴۱۲ھ، ۶ تبلیغ ۱۳۷۱ہش، ۶ فروری ۱۹۹۲ء | نمبر ۳۰

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں تازہ اطلاع اور درخواست دعا

مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے لندن سے مورخہ ۳۔ فروری کو جو رپورٹ بھجوائی ہے وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے،

مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے سینٹ جارجز ہاسپٹل کے ڈاکٹروں سے رابطہ کر کے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارہ میں جو رپورٹ پیش کی ہے اس کے مطابق:۔

"طبیعت آہستہ آہستہ بہتری کی طرف مائل ہے (سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے)"

احباب سے درخواست ہے کہ وہ حضرت بیگم صاحبہ کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کیلئے دعائیں جاری رکھیں اور دعا کریں کہ ڈاکٹروں کی وہ رپورٹس جو آئندہ ایک دو روز میں متوقع ہیں۔ ان میں کسی قسم کی تشویش یا پریشانی کے آثار نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس بابرکت وجود کو صحت و عافیت والی لمبی فعال زندگی عطا فرمائے اور ہر آن اپنی حفاظت میں رکھے۔

محترم نوابزادہ مصطفیٰ احمد خان صاحب کیلئے خصوصی درخواست دعا

محترمہ صاحبزادی آمنہ طیبہ صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب رقم فرماتی ہیں،

جیسا کہ احباب کو علم ہے میرے چھوٹے بھائی عزیزم مصطفیٰ احمد خان (ابن حضرت نواب سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ) کو جو حضرت بانی سلسلہ کے نواسے ہیں علاج کیلئے امریکہ لے جایا گیا ہے۔ وہاں ٹیسٹ وغیرہ ہونے کے بعد ڈاکٹروں نے ۱۱۔ فروری کو آپریشن تجویز کیا ہے۔ بہت پیچیدہ آپریشن ہے۔

تمیں سب بھائیوں اور بہنوں سے درخواست کرتی ہوں کہ عزیز کیلئے خاص دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے اور کامل اور عاجل شفا عطا فرمائے اور فعال زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خصوصاً ان بھائیوں اور بہنوں سے جن کا والدہ صاحبہ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سے خاص تعلق تھا۔ ان سے درخواست کرتی ہوں کہ بے حد دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل اور رحم سے کامل شفاء عطا فرمائے۔

○ مکرم ظہیر احمد صاحب ابن چوہدری نذیر احمد دار الصدر شرقی حال امریکہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر حلقہ گوہد پور ضلع سیالکوٹ کا نواسہ ہے۔ احباب کرام نومولود کی درازی عمر اور خوش بختی کے لئے دعا کریں۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے۔ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے پیشتر میں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ مگر جب سے بیماری نے ترقی کی اور پرہیزی کھانا کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا۔ ساتھ ہی مہمانوں کی کثرت اس قدر ہو گئی کہ جگہ کافی نہ ہوتی تھی۔ اس لئے بمجبوری علیحدگی ہوئی۔ ہماری طرف سے ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنی تکلیف کو پیش کر دیا کرے۔ بعض لوگ بیمار ہوتے ہیں۔ ان کے واسطے الگ کھانے کا انتظام ہو سکتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۹۲)

"جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سُنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔

چاہیئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (۔۔۔) تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۰۰-۳۰۱)

خدمتِ خلق کا اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش کریں

اقتباس از خطاب فرمودہ سیدنا حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

"ہمیں ہر موقع پر خدمتِ خلق کو پیش کرنا چاہیئے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ انتظار کرنا کہ کوئی طوفان آئیں تو پھر خدمتِ خلق کریں۔ یہ بُری بات ہے۔ یہ دعا کرنی چاہیئے کہ خدا طوفان نہ لائے خدمت کے ہر وقت مواقع ہوتے ہیں۔ مثلاً بیوائیں دُنیا میں ہوتی رہتی ہیں۔ یتامیٰ ہوتے ہی رہتے ہیں۔ ان کے لئے بیماریوں میں نسخے لا دینا۔ دوائیاں لا دینی۔ گھر کا سامان خرید کے لا دینا۔ یہ چیز ہر وقت ہو سکتی ہے۔ پس خدام الاحمدیہ کو طوفانوں کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ دوسرے وقتوں کے لئے بھی کام نکالنے چاہئیں جن میں خدمتِ خلق ہو سکے۔ اور لوگوں کی تکلیفوں کو وہ دُور کر سکیں۔ پس اس کو ہمیشہ یاد رکھو جیسا کہ میں نے بتایا ہے آج تک یورپ اور امریکہ اسی خدمتِ خلق کی روح کو دینِ حق کے خلاف اپنی عظمت میں پیش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں عیسائی بڑی خدمت کرتے ہیں۔۔۔ شرم کی بات ہے کہ ہم ان کا جواب نہیں دے سکتے۔ اگر ہماری جماعت کے خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ خدمتِ خلق کا اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش کریں تو ہم یورپ اور امریکہ کے منہ بند کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ جو تم خدمت کرتے ہو اس سے بڑھ کر خدمت کرنے والے ہم ہیں۔ یہ مت خیال کرو

باقی صفحہ ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۶۔ تبلیغ ۱۳۷۱ ہش ۶۔ فروری ۱۹۹۲ء

بے جا تبصرہ سے پرہیز

ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی نے کچھ کہا اور ہم نے اس بات کا کچھ اور ہی مطلب لے لیا اور پھر سوچنا شروع کر دیا اور شروع سے آخر تک غلط راستہ پر چلتے ہوئے کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ بات کہنے والے کی بالکل مختلف سمت ۔ اور اس طرح نہ صرف ذہنی بُعد بڑھتا رہا بلکہ قلبی کیفیات بھی بدلتے بدلتے دوستی سے دُشمنی کا وطیرہ اختیار کر گئیں۔

یہ بات ایسی ہے جس کا ہمیں ہر روز بلکہ ہر روز کئی بار تجربہ ہوتا ہے ۔ لیکن اس کے باوجود جو لوگ اس میں ملوّث رہتے ہیں ۔ اور اس میں دھنستے ہی چلے جاتے ہیں ۔ بات کا تو انہیں علم نہیں ہوتا ۔ جو سُنا اس پر تبصرہ شروع کر دیا ۔ اور تبصرہ بھی تخریبی ۔ اس سے حالات مزید خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے ۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ عام طور پہ لوگ یہ نہیں کہنا چاہتے کہ ہمیں تو علم نہیں بات اسی طرح ہے یا اس سے مختلف ۔ اس کے علاوہ یہ بھی عام دیکھا گیا ہے کہ تخریبی تبصرہ کے دوران لوگ بات کو اتنا پھیلا دیتے ہیں کہ اگر وہ اس پر غور کریں تو خود انہیں حیرانگی ہوگی ۔ وہ یہ کہنے میں باک محسوس نہیں کرتے کہ سب لوگ خراب ہیں ۔ سارا شہر گندہ ہے ۔ حالانکہ انہیں ایک دو افراد کا علم ہوگا جو اچھے نہیں ہیں اور بیسیوں نہیں بلکہ ہزاروں کو وہ نام لے کے اچھا کہہ سکتے ہیں ۔ لیکن بات کو عمومی رنگ دے کر سب کو ملوّث کر لیتے ہیں اور یہ بات بالکل غلط ہوتی ہے ۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :

"یہ بھی نہ ہو کہ سب کو فریبی جان لے ۔ نہ بدظنی کو اتنا وسیع کرے کہ راستبازوں کے فیوض سے محروم رہے ۔ نہ اس قدر حُسنِ ظن کہ ایک مکّار اور فریبی کو بھی خدا رسیدہ جان لے ۔ سچے دل سے دُعا کرتا رہے ۔"

حقیقت یہ ہے کہ ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ سچے دل سے دُعا کرتے رہیں اور بے جا تبصروں سے پرہیز کریں ۔

اگر ہم بے جا تبصرہ کی مثالوں پر غور کرنا شروع کر دیں تو یقیناً ہم ان مثالوں کو اپنے ارد گرد بکھرا ہوا پائیں گے ۔ کئی ایک دوست ایسے بھی سامنے آئیں گے جن کی گفتگو کا اصل مقصد تو کچھ بھی نہیں ہوتا لیکن ان کا غیر ارادی طور پہ کوئی نہ کوئی شخص یوں ہدف بن جاتا ہے کہ وہ اسے اپنے "بے لاگ" تبصرہ میں شامل کر لیتے ہیں ۔

تعمیری باتیں کرنا بے جا تبصرہ سے بدرجہا بہتر ہے ۔

ادب سے بات کرو بے ادب نہ ہو جاؤ
ڈرو خدا سے کہیں موردِ غضب نہ ہو جاؤ
ہر ایک چیز کو اس کے مقام پر رکھو
شکست و ریخت کا یونہی سبب نہ ہو جاؤ

ـــــــ ابو الاقبال

○

دِن گذر جاتا ہے معمول کے کاموں میں مگر
رات بھر آنکھوں سے ساون کی جھڑی رہتی ہے

جسم جلنے لگے موسم کا ستم ٹوٹا ہے
سایۂ ابر نہیں دھوپ بڑی رہتی ہے

بے بسی دیکھو کہ کیسٹ سے اُنہیں سُنتے ہیں
سامنے میز پہ تصویر پڑی رہتی ہے

خط کی تحریر پہ گر جاتے ہیں آنسو اکثر
گھاس کے فرش پہ شبنم سی پڑی رہتی ہے

زندگی ڈھنگ سے کیا کرتے کہ ہر دم نگراں
موت آتی ہے ، نہ جاتی ہے ، کھڑی رہتی ہے

گھر میں بچپن سے امامت سے جو اُلفت دیکھی
دِل میں اِک میخ کی مانند گڑی رہتی ہے

فون اُٹھایا تو یہ تم تھے ! یہ کوئی خواب نہ تھا
میری یادوں میں وہ انمول گھڑی رہتی ہے

امۃ الباری ناصر

دین میں سُستی نہ کرو

سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں :

"اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف خیال رکھو اور عبادت کی طرف خیال رکھو اور کرتے ہو نہیں بلکہ (۔۔۔) خدا کی حمد کرتے رہو اور اسی کی حمد کر کے اُٹھو ۔ نماز و روزہ وغیرہ ادا کرو ۔ دین میں سُستی نہ کرو ۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کرو کہ اس نے تمہیں ایسے والدین دیئے جو دین کے خادم ہیں ۔ خود کام کرو تو بھی (سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے) کہو ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں توفیق دی ۔ جو بات امرِ الٰہی کے خلاف ہے اور لغو ہو اسے فوراً ترک کر دو ۔ اور فوراً اس سے علیحدہ ہو جاؤ ۔ اور خدا کے احکام کے پورا کرنے میں لگ جاؤ ۔"

(خطباتِ جمعہ جلد اوّل ص ۱۲۲)

بقیہ : صا سے آگے

کہ لوگ قدر نہیں کرتے ۔ قدر کرنے والے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں ۔ مثلاً ڈاکٹر خان صاحب جو ہمارے وزیر اعلیٰ ہیں ۔ وہ سیالکوٹ گئے تو خدام نے ان کی طرف ایک رقعہ لکھا کہ ہم اس طرح کام کر رہے ہیں ۔ انہوں نے جیسا کہ افسروں کا قاعدہ ہوتا ہے وہ رقعہ ڈپٹی کمشنر کو دے دیا ۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا ہاں واقعہ میں یہ بہت خدمت کر رہے ہیں اس پر ڈاکٹر خان صاحب نے کہا افسوس ہے یہ لوگ خدمتِ خلق کرتے ہیں لیکن لوگ ان کو آگے نہیں آنے دیتے تو دیکھو وزیر اعلیٰ کو تسلیم کرنا پڑا کہ تم خدمتِ خلق کر رہے ہو ۔"

(خطاب فرمودہ ۲۷ ، دسمبر ۱۹۵۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ عبدالقادر

حضرت ابراہیم علیہ السلام ۔ بچپن سے ہجرت تک

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے والدین بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ آپ کی پرورش چچا کے گھر میں ہوئی۔ اپنے والدین کے لئے اُن کی وفات کے بعد بھی آپ ہمیشہ دعائیں کرتے رہے۔ (اے ہمارے رب میری اور میرے والدین کی مغفرت فرما) کی دعا وردِ زبان رہتی۔ لیکن اپنے اَب یعنی چچا کیلئے۔ اس کے جینِ حیات ہی آپ نے مغفرت طلب کرنا بند کر دیا۔ کیونکہ اس نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے۔ قرآنِ حکیم میں ہے:۔

" اور ابراہیم کا استغفار اپنے اَب کے لئے صرف اس وجہ سے تھا کہ اس نے اس سے ایک وعدہ کیا تھا مگر جب اس پر ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس وعدہ سے پوری طرح دست بردار ہو گیا"

(توبہ: ۱۱۴)

قرآنی اشارات قابلِ غور ہیں۔ آپ کے حقیقی باپ کو "والد" کہا گیا اور چچا کو "اَب"

تورات میں لکھا ہے کہ خلیل اللہ کے باپ کا نام تارح تھا اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت سارہ تارح کی بیٹی تھیں۔ اس رشتہ کی توجیہہ یہ کی گئی کہ باپ کی طرف سے سارہ آپ کی سگی بہن تھیں لیکن ماں اور تھی (پیدائش ۲۰/۱۲)۔ کیا دینِ ابراہیمؑ میں اس قسم کا رشتہ جائز تھا؟ تورات میں لکھا ہے کہ اس قسم کا رشتہ سراسر ناجائز ہے بلکہ ایسے رشتہ پر لعنت کی گئی۔ باپ کی بیٹی ہو خواہ ماں کی دونوں سے تعلق زوجیت ناجائز ہے (استثناء ۲۷/۲۲)

اس مشکل کا حل تورات پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن قرآن کریم کے بیان سے بات بالکل صاف اور واضح ہو جاتی ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم نے بتایا کہ آپ کے "والد" اور شخص تھے اور "اَب" ایک اور فرد تھے۔ تارح آپ کے چچا تھے نہ کہ والد اس طرح آپ کی شادی چچا کی بیٹی سے ہوئی نہ کہ والد کی بیٹی سے۔

تورات میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ہجرت سے پہلے کے حالات ہمیں نہیں ملتے۔ قرآن حکیم نے ہجرت سے پہلے کے بھی حالات بیان کئے ہیں اور بعد کے بھی۔ خلیل اللہ نے جس گھر میں پرورش پائی وہ بتوں کے پجاری کا گھر تھا۔ آذر کو تبلیغ، توحید کا درس، بادشاہِ وقت کے دربار میں اعلائے کلمۃ اللہ، بت شکنی، آگ میں ڈالا جانا اور اس کا معجزۃً سرد ہو جانا۔ نتیجۃً ہجرت یہ سب واقعات تورات میں ہمیں نہیں ملتے۔ یہود کہتے ہیں کہ تورات کے دو حصے ہیں۔ ایک تحریری تورات اور ایک زبانی۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر بات تحریری تورات میں موجود ہو۔ بہت سی باتیں اور تفصیلات تحریری تورات میں نہیں ہیں۔ لیکن زبانی تورات میں ہیں۔ زبانی تورات احادیثِ یہود میں ملتی ہے۔ طالمود اور یہودی لٹریچر میں تورات کی گمشدہ کڑیاں ملتی ہیں۔

عصرِ ابراہیمی کے حالات تورات، طالمود، مدرش اور صحیفہ جوبلی میں ملتے ہیں موخر الذکر صحیفہ دوسری صدی قبل مسیح میں لکھا گیا۔ کچھ حالات نئے عہد نامہ میں بھی بیان ہوئے ہیں قرآنی بیانات حقیقی واقعات پر مشتمل ہیں لیکن اہلِ کتاب نے جگہ جگہ ٹھوکر کھائی ہے۔

قرآنِ حکیم میں ہے کہ خلیل اللہ عنفوانِ شباب میں ہی توحید کے علمبردار بن کر شرک کے استیصال کے لئے کمربستہ ہو گئے سب سے پہلے آپ نے اپنے بزرگ آذر کو مخاطب کیا:۔

" اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آذر سے کہا کہ تو بتوں کو خدا ٹھہراتا ہے۔ میں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں" (انعام)

پھر قوم سے مخاطب ہوئے:۔

" اور بلاشبہ ہم نے ابراہیم کو اوّل ہی سے رشد و ہدایت عطا کی تھی اور ہم اسکے (معاملہ سے) جاننے والے تھے۔ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ مجسمے کیا ہیں جن کو تم لئے بیٹھے ہو۔ کہنے لگے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان ہی کی پوجا کرتے پایا ہے۔ ابراہیم نے کہا بلاشبہ تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کیا تو ہمارے لئے کوئی حق لایا ہے یا یونہی مذاق کرنے والوں کی طرح کہتا ہے۔ ابراہیم نے کہا (یہ بت تمہارے رب نہیں ہیں بلکہ) تمہارا پروردگار زمینوں اور آسمانوں کا پروردگار ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے۔ اور میں اسی بات کا قائل ہوں" (انبیاء)

تورات میں خلیل اللہ کی زندگی کا یہ ورق ہمیں نہیں ملتا۔ صحیفہ جوبلی میں لکھا ہے کہ تارح بتوں کا پجاری تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسے تبلیغ کیا کرتے اور خدائے احکم الحاکمین کی طرف اسکی توجہ کو پھیرتے۔ بعض اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ ابراہیمؑ چودہ برس کے تھے کہ انہوں نے اپنے باپ کے ساتھ بتوں کی پرستش کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے باپ سے مخاطب ہو کر کہا:۔

" جن بتوں کی آپ پرستش کرتے ہیں یہ ہمیں کیا مدد دیتے اور کونسا نفع پہنچاتے ہیں ان میں جان نہیں یہ صمٌ بکمٌ ہیں اور دلوں کی گمراہی کا سامان۔ ان کی پرستش سے کنارہ کیجئے۔ پرستش کیجئے آسمانوں کے خدا کی جو کہ زمین پر بارش اور شبنم نازل کرتا ہے اور ہر چیز کا وہ خالق ہے۔ اس کے کلمۂ کُن سے ہر چیز پیدا ہوئی اور اس کا چہرہ زندگی کا سرچشمہ ہے"

(۱۲ باب)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم یوں تو بہت سے دیوتاؤں کو پوجنے والی تھی۔ لیکن تین دیوتاؤں کو خصوصیت سے پوجتی تھی۔ سن دیوتا کے پیرایہ میں ماہتاب کی پرستش، دخترِ ماہتاب عشتر کے طور پر زہرہ کی پرستش، مردوک دیوتا کے رنگ میں سورج کی پرستش نئے سال کے شروع میں ایک عظیم الشان میلہ لگتا۔ جس میں بتوں کا جلوس نکالا جاتا بھجن گائے جاتے۔ "کوکب" یعنی زہرہ کے طلوع پر جوش و خروش کا مظاہرہ اور اس کے غروب پر رسومات بجالاتے۔ اسی طرح چاند کے طلوع و غروب اور سورج کے طلوع و غروب کے اوقات میں بہت سی رسومات اس میلہ میں انجام پاتیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو تبلیغ کے لئے اس میلہ کا انتخاب کیا۔ جب رات کی تاریکی چھا گئی اور پردۂ مشرق سے کوکب یعنی زہرہ ستارا نمودار ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو کہا "یہ میرا رب ہے جسے پوجنے کی تم دعوت دیتے ہو؟" آپ زہرہ کے غروب تک قوم کو توحید کا سبق دیتے رہے۔ اس کے غروب ہونے پر آپ نے کہا کہ میں ایسے رب کی عبادت کروں جو کہ ڈوبنے والا ہے؟

پچھلے پہر چاند طلوع ہوا۔ پرستش کا دوسرا مرحلہ سِن دیوتا سے وابستہ تھا۔ چاند جب روشن ہوا آپؑ نے فرمایا اچھا یہ میرا رب ہے؟ غروب ماہتاب تک آپ قوم کو تبلیغ کرتے رہے آخر میں فرمایا:۔

" اگر میرے پروردگار نے مجھے راہ نہ دکھائی ہوتی تو میں ضرور اسی گروہ میں سے ہو جاتا جو راہِ راست سے بھٹک گیا ہے"

صبحدم جب سورج طلوع ہوا تو عبادت کا تیسرا مرحلہ شروع ہوا۔ آپؑ نے طنزاً فرمایا یہ میرا رب ہے۔ کیونکہ یہ سب سے بڑا ہے؟ غروبِ آفتاب تک آپ تبلیغ میں مصروف رہے۔ آخر میں فرمایا:۔

" اے میری قوم تم جو کچھ خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو، میں اس سے بیزار ہوں میں نے تو ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اسی ہستی کی طرف اپنا رخ کر دیا ہے جو آسمان و زمین کی بنانے والی ہے اور میں ان میں سے نہیں جو اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے ہیں" (انعام)

اس بحث میں قوم بہت زچ ہوئی اس قسم کے بہت سے مواقع آئے قوم پر حجت تمام کر دی گئی۔ یہاں تک کہ آپؑ نے اعلان کر دیا کہ یوں تم باز نہیں آنے اب میں تمہارے بتوں کے ساتھ کوئی ہاتھ کروں گا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ایک دن قوم کے سامنے اعلانِ جنگ کر دیا کہ میں تمہارے بتوں کے متعلق ایک ایسی چال چلوں گا جو تمہیں ذلیل کر دے گی۔ فرمایا:۔

" اللہ کی قسم میں تمہاری عدم موجودگی میں ضرور تمہارے بتوں کے ساتھ خفیہ چال چلوں گا" (انبیاء)

میلہ کا موقع تھا۔ قوم کی غیر حاضری میں کیا ہوا؟ فرمایا۔ ابراہیم چپکے سے اُن کے بتوں میں جا گھسا۔ اور یوں کہنے لگا۔ کیوں نہیں کھاتے تم؟ تم کو کیا ہو گیا۔ تم گنگ کیوں ہو؟ پھر اپنے داہنے ہاتھ سے ان سب کو توڑ ڈالا۔

(الصافات)

دوسری جگہ ہے کہ عام بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مگر ان میں سے بڑے دیوتا کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اسکی طرف رجوع کریں (انبیاء)

اس عظیم الشان واقعہ کا تورات میں کوئی ذکر نہیں۔ طالمود اور صحیفہ جوبلی میں واقعہ کی گمشدہ کڑیاں ملتی ہیں۔

آگ کا سلامت ہونا

اب معاملہ انتہا کو پہنچ گیا۔ فرمایا:۔

" وہ سب کہنے لگے کہ ابراہیم کو جلا ڈالو اور اپنے دیوتاؤں کی مدد کرو۔ اگر تم (کچھ) کرنا چاہتے ہو۔ ہم نے حکم دیا کہ اے آگ! تو ابراہیم کے حق میں سلامتی اور سرد بن جا اور انہوں نے ابراہیم کے لئے ایک مخفی چال کا ارادہ کیا۔ پس ہم نے ان کو ان کے ارادہ میں ناکام بنا دیا" (الانبیاء)

مزید تفصیل ملاحظہ ہو:۔

" انہوں نے کہا اسکے لئے ایک جگہ بناؤ اور اس کو دہکتی آگ میں ڈالا۔ پس انہوں نے ارادہ بد کیا۔ پس ہم نے ان کو پست و ذلیل کر دیا" (الصافات)

تورات میں خلیل اللہ کی ہجرت سے پہلے کے واقعات کا ذکر مفقود ہے۔ لہٰذا یہ عظیم الشان معجزہ بھی تورات میں نہیں ملتا۔ صرف ایک مبہم عبارت ہے جس سے علمائے یہود آگ سے نجات کا استدلال کرتے تھے۔ تورات میں لکھا ہے کہ ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ کلدانیوں کے اُور سے نکال لایا تورات کے تراجم میں اُور سے مراد اُور بستی لی گئی ہے جو کہ مولدِ رسول تھی۔ لیکن ربانیین

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری محمد علی

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں کرتا رہے

دو کم چالیس برس کا ایک طویل سفر ہے جو اب یوں لگتا ہے کہ چشم زدن میں تمام ہوا رہے نام اللہ کا۔ قافلہ سالار مجسم نور، سرتاپا محبت، حسن و احسان کا پیکر، شفقت و رحمت کا ایک میٹھا، خوشبودار اور ناپیدا کنار ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جس کی لہروں میں سکون اور سکون میں طوفانوں کا سا جوش اور ولولہ جس کے حسن اور صداقت پر قدرتِ ثانیہ کی انمٹ مہر ثبت ہو چکی۔ اور جو زلزلوں اور ابتلاؤں کی چکی میں پس کر بھی صحیح سلامت باہر آیا۔ جس کا ارادہ پہاڑوں کی طرح اٹل اور جس کا صبر و تحمل ظلم کی ہر تلوار کو کند اور ستم کے ہر طوفان کا منہ توڑ دینے والا۔ جو عہد کی آواز تھا۔ جس کے قدم قدم پر نصرت الٰہی شاملِ حال رہی۔ جس کی دلآویز مسکراہٹ نے روتے ہنسا دیئے۔ مردوں کو زندہ کر دیا۔ جو اللہ تعالیٰ کی اس تقدیر کا تیسرا باب تھا۔ جس کی جانب روحانیوں کا یہ قافلہ اب بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ اس کے مناقب بیان بھی کئے جائیں تو کیسے؟ کتنے واقعات کتنی فتوحات، کتنی حسین یادیں ہیں جو قدم قدم دعوتِ نظارہ دے رہی ہیں۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ یہ داستان لکھوں بھی تو کیسے۔ ابر رحمت جب برستا ہے تو روڑی پر بھی برس جاتا ہے۔ رحمت اور محبت کا یہ بادل تو اول سے آخر تک کھل کر برسا۔ اور متواتر برسا۔ اتنا برسا اتنا برسا کہ مجھ جیسے ناچیز ذرۂ حقیر کی تو خیر بساط ہی کیا تھی۔ کیا اپنے اور کیا بیگانے کیا چھوٹے اور کیا بڑے سب کے رگ و پے کو سیراب کر گیا۔

بلا ترتیب زمانوی و معنوی متفرق واقعات عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ بات تو لامحالہ اپنے حوالے سے ہی ہو گی۔ لیکن ذکر اسی محبوب کا ہو گا جس کی فرقت نے جسم و جان کو ہلا کے رکھ دیا اور جس کی جدائی پر قدرتِ ثانیہ کی چوتھی تجلی زخمی دلوں پر سکینت بن کر اتری اور یوں لگا کہ جانے والا پھر لوٹ کر واپس آ گیا۔

۱۹۴۴ء کے اوائل کی بات ہے۔ عاجز نیا نیا احمدی ہوا تھا۔ نہ کوئی ذاتی خوبی تھی نہ اہلیت، نہ خاندانی خدمات نہ وجاہت، نہ کوئی سیاق نہ سباق۔ نہ جانے کیوں مجھ پر کچھ اس طرح سے نظرِ عنایت ہوئی کہ اپنے بیگانے سب حیران تھے۔ جس طرح خس و خاشاک سیلاب کی زد میں آ کر بہے چلے جاتے ہیں۔ حضور کے قریب آنے والوں کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔ ظاہر ہے میرا اپنا حال بھی اور دل سے مختلف نہ تھا۔ دوسروں کی طرح مجھ نا اہل پر بھی جو اڑتیس سال موسلا دھار بارش ہوئی اس کی کیفیت اور کمیت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یا تھوڑا بہت یہ عاجز۔ حضور کی محبوبیت کا تو یہ عالم تھا، میری طرح ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ اسی پر حضور کی خاص نظر کرم ہے۔

میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔اے کا امتحان دے کر قادیان دارالامان چلا آیا تھا۔ دارالضیافت میں ٹھہرا ہوا تھا۔ مئی کا مہینہ تھا۔ ابھی تعلیم الاسلام کالج کا اجراء نہیں ہوا تھا۔ جمعہ کا دن تھا۔ کسی نے بیت الاقصیٰ میں ذکر کیا کہ ایک 'محمد علی بی۔اے' کے لئے الفضل میں اعلان ہو رہا ہے کالج کے سلسلے میں۔ چنانچہ میں حسبِ ہدایت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے صدر کالج کمیٹی مجوزہ تعلیم الاسلام کالج قادیان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے عاجز کو کالج میں بطور لیکچرار فلسفہ تقرری کا ایک دو سطری ارشاد لکھ کر تھما دیا اور فرمایا کہ پرنسپل صاحب سے جا کر مل لوں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی دلنواز اور محبوب شخصیت سے ملاقات کا شرف عاجز کو پہلے سے حاصل ہو چکا تھا۔

حسبِ ارشاد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ حاضری بھی نرالی حاضری تھی۔ نہ دفتر کا تکلف، نہ رہائش گاہ پر حاضری۔ مغرب کی نماز کا وقت تھا۔ سیدھا بیت مبارک کی چھت پر جا سلام کیا جہاں حضور تشریف فرما تھے۔ شلوار اور بغیر کاج کے قمیص نما کرتہ زیب تن تھا۔ سر پر ٹوپی، خشخشی ریش مبارک، بالوں میں سنہرے رنگ کی جھلک۔ موٹی غلافی معصوم آنکھیں، کشادہ پیشانی مردانہ حسن کا بہترین نمونہ، وہی معصومیت اور سادگی اور بے تکلفی اور وقار اور ذہانت اور اسی نور کا چہرے پر اجالا جو مستقبل میں ایک عالم کو منور کرنے والا تھا۔ میری حضور سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ دور سے تو حضور کو خدام الاحمدیہ کے اجتماع پر بھی دیکھا تھا۔ قریب سے اب دیکھا۔ اللہ اللہ۔ یہ دیکھنا کیا تھا ایک روحانی تجربہ تھا۔ اور اس مسکراہٹ کو اب کون نہیں جانتا جو اب تاریخ کا حصہ بن چکی ہے، مسکراتے اور کچھ اس محبت سے ملے جیسے مدتوں کے بچھڑے ہوئے ملتے ہیں۔ فرمایا کہ تقرری ہو گئی۔ ابھی کالج تو نہیں کھلا لیکن داخلے کے لئے طلباء آنے شروع ہو جائیں گے۔ آپ کو ہوسٹل کا سپرنٹنڈنٹ بھی مقرر کیا گیا ہے۔ گیسٹ ہاؤس میں شفٹ کر جائیں۔ وہیں ہوسٹل کا انتظام ہو گا۔ صدر انجمن کا یہ گیسٹ ہاؤس حضرت فضلِ عمر.... کی کوٹھی بیت الحمد کے بالمقابل دارالانوار جانے والی سڑک پر واقع تھا۔ طلباء آنے شروع ہوئے۔ چارپائیاں بھی مل گئیں۔ کھانا چند دن تو لنگر سے آیا۔ پھر ہم خود پکانے لگے۔ حضرت اماں جان .... حضور کی قیام گاہ النصرۃ جو دارالانوار کی اسی سڑک کے سرے پر واقع تھی پیدل مع خادمات تشریف لے جایا کرتی تھیں۔

حضور نے حضرت اماں جان کی کنارِ عاطفت میں پرورش پائی تھی۔ تقریباً عصر کے بعد روزانہ ہی ہوسٹل کے سامنے سے گذرا کرتی تھیں۔ ایک دن ہمت کر کے ہم سب راستے میں گیسٹ ہاؤس کے سامنے قطار باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ مؤدبانہ سلام کرنے کی جرأت کی تو توقف فرمایا۔ ایک ایک کا نام پتہ دریافت فرمایا۔ بہتوں کو پہچان لیا۔ نیز پوچھا کہ کھانے کا کیا بندوبست ہے۔ ہم نے کہا کہ ابھی برتن وغیرہ نہیں خریدے گئے۔ بجٹ پاس ہونے پر مستقل انتظام ہو گا۔ اگلے دن کیا دیکھتے ہیں دیگچے، دیگچیاں، پراتیں، پلیٹیں، گلاس، ککر غرضیکہ کھانا پکانے اور کھانے کے تمام ضروری برتن آ رہے ہیں۔ ہر برتن پر نصرت جہاں بیگم کے مبارک الفاظ کھدے ہوئے تھے۔ مدتوں ہم نے انہی مقدس اور بابرکت برتنوں میں کھانا کھایا۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان دنوں ہوسٹل کے باورچی حضرت میاں غلام محمد صاحب بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھی تھے۔ جب ہوسٹل کو اپنے برتن مل گئے تو ہم میں سے بعض نے چاہا کہ برتن واپس نہ کئے جائیں۔ حضور کو جب پتہ چلا کہ ہماری نیت بدل رہی ہے اور ان تبرکات پر قبضہ ہونے والا ہے تو بے اختیار ہنس پڑے اور ہماری اس نادانی پر نہ تو چہرے پر ملال آیا۔ اور نہ ہی کسی قسم کی فہمائش فرمائی۔ برتن تو خیر واپس ہونے ہی تھے۔ ان تبرکات کے واپس کرنے میں ایک نئی لذت پیدا ہو گئی۔ عاجز عرض کرتا ہے کہ حضور کی طبیعت میں ایک خاص قسم کی حیا اور شرم تھی۔ اس قسم کی غفلتوں پر جن میں ارادۃً شرارت کا پہلو نہ ہو سرزنش کی بجائے اکثر ستاری اور چشم پوشی سے کام لیتے تھے اور ہم لوگ دل ہی دل میں شرمندہ ہو کر رہ جاتے تھے۔ اس کا تجربہ خود بھی بار بار ہوا اور اگر کبھی ہم لوگ بھی اس طریق پر طلباء کی بعض معصوم شرارتوں پر چشم پوشی کرتے تو خوشنودی کا اظہار فرماتے۔ لاہور کی بات ہے رات کو کسی وقت ہوسٹل میس میں سے بھنا ہوا گوشت کچھ طلباء اڑا لیتے تھے۔ ہم نے نگرانی کی اور جب آدھی رات کے وقت گوشت ایک کمرے میں پہنچ گیا تو میں نے بھی عین وقت پر جا سلام کیا۔ گوشت جلدی میں چارپائی کے نیچے چھپا دیا گیا تھا جو داخل ہوتے وقت نظر آ رہا تھا کمرہ بھی گوشت کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ عاجز ان طلباء کے درمیان تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھ کر غیر متعلق باتیں کرتا رہا اور انہیں کچھ بھی نہ کہا۔ اس پر عاجز کی شکایت ہوئی کہ چور پکڑا لیکن چھوڑ دیا۔ حضور کو الف سن کر بہت ہنسے اور فرمایا یہ لڑکے بہت اچھے ہیں۔ آج وہ سب، بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت سے نہایت درجہ اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد گوشت خوری کی یہ شبینہ محفل ختم ہو گئی۔

دراصل اللہ تعالیٰ نے حضور کو دل کا بے حد حلیم بنایا تھا۔ کسی کو شرمندہ اور نادم ہوتے ہوئے دیکھ کر حضور کا دل پگھل جاتا تھا۔ معمولی فرو گذاشتوں پر جو جرمانے ہوتے وہ معاف فرما دیا کرتے۔ اس پر حضور کے بعض رفقائے کار جزبز بھی ہوتے۔ اگرچہ حضور بعض قصوروں کا سختی سے نوٹس لیتے اور کسی دباؤ یا سفارش یا اپیل کی پرواہ نہ کرتے طلباء درخواستیں لے کر جرمانے معاف کروانے پہنچ جاتے۔ حضور فرماتے کہ یہ جرمانہ تو آپ نے خود کروایا ہے۔ ہم نے تو نہیں کیا۔ اب طالب علم کھڑا ہے اور حضور اپنے کام میں منہمک ہیں۔ پھر متوجہ ہو کر فرماتے تم ابھی کھڑے ہو۔ طالب علم اور عذر کرتا۔ شرمندگی کا اظہار کرتا۔ آئندہ کے لئے وعدہ کرتا۔ آخر دل کے ہاتھوں مجبور ہو جاتے۔ اور مسکرا کر فرماتے لاؤ نالائق آئندہ جرمانہ مت کروانا اور وہ جرمانہ معاف کروا کر ہی نہیں شفقت سے دامن بھر کر واپس چلا جاتا۔

ابھی قادیان میں کالج شروع ہوئے دو چار ہی دن ہوئے تھے کہ رات کو شدید بارش ہوئی۔ صبح اٹھے تو گھرے بادل چھائے ہوئے تھے اور ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ ہم نے گیسٹ ہاؤس سے حضور کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ بارش ہو رہی ہے۔ ہوسٹل کالج سے فاصلے پر ہے آج چھٹی کا اعلان کیا جائے۔ اس پر جو جواب آیا وہ کچھ اس طرح سے تھا: اچھا! اگر کل بھی بارش ہوئی اور پرسوں بھی تو پھر! اس پر ہم لوگ بہت شرمندہ ہوئے کہ ایسی نامعقول درخواست بھیجی ہی کیوں اور کالج جانے کی تیاری کرنے لگے۔ ابھی دو چار منٹ ہی گذرے ہوں گے کہ حضور بنفسِ نفیس خود ہوسٹل میں تشریف لے آئے۔ ہماری اپنی یہ حالت تھی کہ اپنی احمقانہ درخواست پر نادم تھے۔ ہم نے معذرت کرنی چاہی تو فرمایا کہ چلو بڑے کمرے میں چل کر بیٹھو۔ کمرہ چارپائیوں سے پُر تھا۔ ایک چارپائی پر حضور تشریف فرما ہوئے جب ہم نے معافی مانگی تو فرمایا کہ: اب اس جرم کی سزا یہ ہے کہ ایک تو آج چھٹی۔ دوسرے اپنی نظم سنائیں۔ میں نے اپنی دانست میں اس عیب کو چھپایا ہوا تھا۔ میرے پاس اس محبت اور شفقت کا کیا جواب تھا۔ نظم بھی ہوئی۔ پھر کلائی پکڑنے کا دور بھی ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوشیاں بکھیر کر حضور واپس تشریف لے گئے تو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ دولت مند اور قسمت کا دھنی سمجھ رہا تھا محبت، کی یہ دولت حضور نے ساری عمر بانٹی اور سب میں بانٹی۔ کالج کی ساری فضا اس محبت اور بے تکلفی کی خوشبو میں بسی ہوئی تھی محبت نے تمام درمیانی دیواریں گرا دی ہوئی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود کیا طلباء اور کیا اساتذہ اور کیا دیگر کارکنان سبھی اپنے آپ کو ادب کے مقام پر کھڑا ہوا پاتے تھے۔

پنجاب یونیورسٹی کے سینیٹ ہال کا وہ واقعہ تو خاصا معروف ہے اندر اجلاس ہو رہا تھا۔ باہر طلباء نعرے لگا رہے تھے۔ یونیورسٹی کے اکابرین اور میٹنگ کے دیگر ارکان بار بار باہر آ کر طلباء کو تسلی دیتے اور خاموش رہنے کی تلقین کرتے۔ طلباء جواباً آوازے کستے اور واپس جانے سے لئے کہتے۔ انجام کار حضور خود باہر تشریف لائے۔ حضور نے طلباء کو ا[illegible]ں بلایا اور فرمایا کہ اگر آپ کو مجھ پر اعتماد ہے تو خاموشی سے انتظار کیجئے اور اگر اعتماد نہیں تو کم از کم میرے یہاں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں واپس اپنے کالج چلا جاتا ہوں۔ طلباء نے بیک زبان نعرہ لگایا کہ ہمیں آپ پر اعتماد ہے اور خاموش ہو گئے۔ چنانچہ حضور واپس میٹنگ میں تشریف لے گئے اور محبت اور انصاف، دونوں کے تقاضے پورا کرنے والا فیصلہ فرمایا۔ جسے فریقین نے خندہ پیشانی سے قبول کیا عاجز عرض کرتا ہے کہ حضور سالہا سال تک ایم اے ریاسیات اور غالباً اقتصادیات میں بھی امتحانات کے یونیورسٹی میں ممتحن، استاد، ممبر اکیڈیمک کونسل ممبر یونیورسٹی سینیٹ، رکن مجلس انتظامیہ یونیورسٹی سپورٹس رہے حضور کی قوتِ فیصلہ و معاملہ فہمی تو ضرب المثل تھی۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے حضور کو منصب (امامت) پر فائز فرمایا تو چشمِ دنیا نے حضور کی شخصیت کے اس پہلو کو کھل کر ملاحظہ کیا۔ سینیٹ اور یونیورسٹی کے دیگر اجلاسوں میں حضور کو انتہائی عزت اور احترام کا مقام حاصل تھا۔ سینیٹ یونیورسٹی کی پارلیمنٹ سمجھی جاتی ہے۔ ایک اجلاس میں جس میں حضور شامل نہ تھے کوئی نامناسب فیصلہ کیا گیا تھا۔ اس اجلاس کی کارروائی اگلے اجلاس میں برائے تصدیق پڑھی جا رہی تھی۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ کارروائی یعنی صحیح MINUTES کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا لیکن جب اس مقام پر پہنچے جہاں اس فیصلے کا ذکر تھا تو حضور نے تعجب سے فرمایا کہ یہ فیصلہ آپ نے کس طرح کر دیا۔ اس پر مسٹر یو کرامت وائس چانسلر صاحب نے فرمایا۔ مرزا صاحب پھر کیا کرنا چاہیئے اس پر حضور نے فرمایا۔ میں تو کہوں گا اسے کالعدم کر دیں اس پر وائس چانسلر صاحب نے کہا کہ ایسا ہی ہو گا ایوان میں سے کسی ایک نے بھی اعتراض نہ کیا کہ حسب قواعد یہ نہیں ہو سکتا اور اپنی خاموشی سے اس نئے فیصلے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ نہ معلوم بعد میں اس فیصلے کا کیا حشر ہوا۔

ایک مرتبہ سینیٹ ہی میں پنجاب یونیورسٹی کے نئے کیمپس کا معاملہ پیش تھا۔ کروڑوں کا بجٹ تھا۔ سارے ایوان کا ماحول اس تجویز کے حق میں معلوم ہوتا تھا کہ یونیورسٹی کو نئے کیمپس میں شہر کے باہر لے جایا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ میں اس کے خلاف ہوں۔ اگر یونیورسٹی کی نئی عمارت بنانی ہے تو اندرون ملک شہروں کے خرخشوں سے پاک آکسفورڈ، کیمبرج اور علیگڑھ کے نمونے پر کسی مناسب جگہ پر بنائی جائے۔ بصورت دیگر اتنی رقم اینٹوں اور سیمنٹ پر خرچ کرنے کی بجائے انسانوں پر خرچ کی جائے یعنی طلباء اور اساتذہ کو معقول وظائف دیئے جائیں۔ اور ان کی ملک میں اور بیرونِ ملک اعلیٰ تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ یہاں تک کہ کالج اور یونیورسٹی ذہین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طلباء اور اساتذہ سے بھر جائیں۔ لائبریریوں میں کتب اور معیاری رسائل کا انتظام کیا جائے اور لیبارٹریوں کو جدید تقاضوں کے مطابق آراستہ کیا جائے۔ حضور کی اس تقریر کے بعد سارے ایوان کی رائے کچھ اس طرح بدلی کہ وائس چانسلر صاحب کو حضور سے عرض کرنی پڑی۔ انہوں نے وقفے کے دوران حضور کے سامنے لفظاً ہاتھ باندھ کر ادب سے عرض کیا کہ میاں صاحب خدا کے لئے تجویز کی مخالفت نہ فرمائیں۔ یہ صدر صاحب کا حکم ہے فیصلہ ہو چکا ہے۔ صرف قانونی طور پر سینیٹ کی منظوری لی جا رہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میری رائے تو وہی ہے جو پہلے تھی۔ ہاں حکومت کے فیصلے کے خلاف میں نہیں بولوں گا۔

عاجز کو سفر اور حضر میں، ملک میں اور بیرونِ ملک حضور کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل رہا۔ عاجز عرض کرتا ہے کہ راہ چلتے دیکھ کر متاثر ہو جانا یہ ردعمل راہ چلتوں اور اجنبیوں کی طرف سے جو حضور کے پس منظر سے بھی ناواقف تھے بار بار دیکھنے میں آیا۔ ۱۹۶۷ء کے سفر میں حضور ہمبرگ کے سٹیشن پر گاڑی کے منتظر تھے تو ایک یورپین عرصے تک پہلے حضور کی طرف گھور گھور کر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے عاجز سے پوچھا کہ یہ اتنے پر سکون چہرے والے اور اتنی معصوم آنکھوں والے مقدس انسان کون ہیں؟ اور ایسا ہی واقعہ استنبول کے ہوائی اڈے پر ظہور پذیر ہوا جس کا ذکر رپورٹوں میں آ بھی چکا ہے۔

۱۹۵۲ء میں سنتِ یوسفی کی پیروی میں حضور کچھ عرصہ جیل میں رہے تو عام قیدیوں اور بعض ملی مدت کے قیدیوں نے ایسا محبت کا تعلق قائم کیا کہ جس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں مل سکتی یہ لوگ حضور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتے اور حضور اس محبت کے تعلق کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور ان سے دلداری کا سلوک فرماتے جب حضور جیل میں تھے تو عاجز ملاقات کے لئے جیل میں حاضر ہوا۔ حضور اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب ... ملاقات کے کمرے میں تشریف لائے تو سپرنٹنڈنٹ جیل احتراماً کھڑے ہو گئے۔ دونوں بزرگ کرسیوں پر تشریف فرما ہوئے تو یوں لگا جیسے دو حسین و جمیل خوشبودار، خوش رنگ پھول کسی ویرانے میں کھل اٹھے ہوں۔ ایسے چہرے جیل کو نہ جانے کتنے سال کے بعد دیکھنا نصیب ہوئے تھے۔ جو اپنی بیگناہی کے جرم میں پکڑے گئے ہوں۔ میں نے عرض کی کہ کوئی تکلیف تو نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہمیں تو خوشی ہے تکلیف کس بات کی۔ فرمایا۔ جیل کے قیدی بہت پیار سے پیش آتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کام بھی ہمیں نہیں کرنے دیتے۔ نیز فرمایا۔ ایک معمر قیدی ہیں جو فسادات کے ضمن میں قیدی بن کر آئے تھے۔ وہ تہجد باقاعدگی سے پڑھتے ہیں اور بلند آواز سے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو گالیاں اور بددعائیں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (اللہ پناہ دے) آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہمیں تو ان کی گالیوں پر بھی غصے کی بجائے پیار آتا ہے کہ وہ گالیاں اس لئے دے رہے ہیں کہ انہیں (۔۔) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عشق ہے۔ نیز فرمایا اور تو اور فسادات میں گرفتار ہونے والے بعض غیر احمدی لیڈروں کی ضروریات بھی ہماری وجہ سے پوری ہو رہی ہیں۔

میں نے یہ ملاقات ایک افسر کے ذریعہ کی تھی جو غیر از جماعت تھے اور عاجز کے کلاس فیلو۔ میں ساتھ کچھ پان لے گیا تھا کہ حضور کبھی کبھی پان سے شغف فرماتے تھے۔ اس خیال سے کہ میں جس کے ہمراہ آیا ہوں اس کی وجہ سے کوئی چھوٹی موٹی چیز اس طرح اندر لے جانے کی ممانعت نہیں ہو گی۔ میں نے پان حضور کی خدمت میں پیش کئے تو حضور نے فرمایا کہ یہ تو خلافِ قانون بات ہے اور پان لینے سے انکار فرما دیا۔

کالج لاہور میں ڈی اے وی کالج کی عمارت میں منتقل ہو چکا تھا۔ سڑک کے پار بائیں ہاتھ اسلامیہ ہائی سکول نمبر ۲ کی عمارت تھی جس میں اہلِ پیغام نے اپنا سکول جاری کیا تھا۔ صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ان دنوں اسی سکول میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سکول نے کسی تقریب پر حضور کو بھی دعوت دی۔ غالباً یوم والدین یا اسی قسم کا کوئی سالانہ اجلاس تھا۔ حضور کالج سے نکل کر وہاں تشریف لے گئے۔ عاجز حضور کے ہمراہ تھا۔ صدر دروازے میں داخل ہوتے ہی دائیں ہاتھ پر ایک بہت بڑا پنڈال تھا۔ حضور سکول میں داخل ہوئے تو تمام حاضرین جن کی تعداد کئی سو تھی احتراماً کھڑے ہو گئے اور حضور سے بڑھ کر ملے اور مصافحہ سے مشرف ہوتے، سوائے ایک صاحب کے جو بدستور اپنی کرسی پر بیٹھے رہے۔ میں نے عرض کی کہ یہ کون صاحب ہیں۔ مسکرا کر فرمایا آپ نہیں جانتے یہ جناب عبدالرحمٰن صاحب مصری ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے طالب علمی کے زمانے میں بھی صورت حال اس سے مختلف نہ تھی۔ حضور کے ایک کالج فیلو نے (جو بدقسمتی سے جماعت سے اب تعلق توڑ چکے ہیں اور کسی زمانے میں حضور ان کے ہاں شکار کے سلسلے میں مہمان بھی ٹھہرا کرتے تھے) عاجز کو بتایا کہ ہم گورنمنٹ کالج میں پڑھا کرتے تھے اور جب حضور کو آتے ہوئے دیکھتے تھے تو احتراماً اپنے سروں کو ڈھانپ لیا کرتے تھے۔ حضور کے تقویٰ طہارت کا گہرا اثر ملنے والوں پر ہوا کرتا تھا۔ حضور جب آکسفورڈ میں پڑھتے تھے تو ان دنوں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد، محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد، محترم صاحبزادہ مرزا سعید احمد اور دیگر صاحبزادگان بھی ولایت میں زیر تعلیم تھے۔ ہارکی کے علاقے میں ایک خاندان کے مہمان یعنی بطور پیئنگ گیسٹ PAYING GUEST ٹھہرا کرتے تھے۔ خاتونِ خانہ جو بہت دیر تک زندہ رہیں اور ۱۹۷۰ء کے دورے کے زمانے میں ابھی بقید حیات تھیں بہت مادرانہ شفقت سے پیش آتیں۔ اس دورے کے دوران حضور ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ مکان کھیتوں میں واقع تھا۔ وہ خاتون خانہ حضور کو "ناصر" کہہ کر پکارتی تھیں۔ کہنے لگیں ناصر آپ کو یاد ہے کہ آپ اس کمرے میں ٹہلا کرتے تھے اور قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں زندگی (دینِ حق) کی خدمت کے لئے وقف کر دوں گا اور میں جواباً کہا کرتی تھی کہ OH WHAT A WASTE OF TIME کہ واہ۔ یہ تو محض وقت کا ضیاع ہو گا۔ کہنے لگیں آپ نے تو سچ مچ اسے سچ کر دکھایا۔ یہ خاتون اس بات کا ذکر اکثر کرتی رہتی تھیں۔ یہی ذکر عاجز کی موجودگی میں بھی ہوا۔

(سیدنا ناصر نمبر اپریل مئی ۱۹۸۳ء)

واقفینِ نو کے والدین متوجہ ہوں

○ واقفینِ نو کی اکثریت کو حوالہ وقف نو نمبر الاٹ ہو چکا ہے۔ آئندہ خط لکھتے وقت وقف نو نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ جن والدین کو حوالہ نمبر نہ ملا ہو۔ وہ دفتر وقف نو وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ سے رابطہ کریں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

اعلانِ نکاح: مکرم محمد افضل حفیظ صاحب کے نکاح کا اعلان ہمراہ امۃ الحمید صاحبہ بنت مکرم داؤد احمد صاحب آف گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ مبلغ دس ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۲۸ دسمبر ۹۱ء بر موقعہ صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان دارالامان محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے کیا احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے دینی اور دنیوی ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

درخواستِ دعا: مکرم مسعود احمد قریشی صاحب دستگیر سوسائٹی کراچی تقریباً چار ماہ سے پتہ میں پتھری اور جگر کے بڑھ جانے سے بیمار ہیں۔

○ مکرم راجہ محمد ایوب صاحب۔ خلیل آباد۔ اگھار کوٹلی کا چھوٹا بچہ منیب احمد ایک ہفتہ سے شدید بیمار ہے۔ اور کوٹلی ہسپتال میں زیر علاج ہے احباب ان سب کی کامل شفایابی کیلئے اور درازیٔ عمر کیلئے دعا کریں۔

مرکزی امتحان انصار اللہ سہ ماہی
۱۳۷۱ ہش
۱۹۹۲ء

انصار اللہ کے علم و فضل میں ترقی کے مرکزی پروگرام۔ مطالعہ و امتحانات۔ کا نصاب برائے امتحان سہ ماہی اول ۱۹۹۲ء مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۵ نصف آخر
۲۔ کتاب "آسمانی فیصلہ"
۳۔ کتاب بنیادی نصاب (ترجمہ نماز و مسائل نماز لازمی)

زعماء کرام سب انصار کو اس نصاب سے فوری طور پر آگاہ کرنے کے علاوہ وقتاً فوقتاً یاد دہانی بھی کرواتے رہیں۔ اس امتحان میں ہر مجلس کی نمائندگی ہی نہیں بلکہ پچاس فیصد انصار کی شرکت ہونی چاہیئے۔ یہ کم از کم ہدف ہے۔ ناظمین اضلاع خصوصی توجہ فرمائیں۔

قیادت تعلیم
مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ

حسنِ کارکردگی ناظمین اضلاع

سال ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء میں ناظمین اضلاع مجالس انصار اللہ پاکستان میں حسنِ کارکردگی کے لحاظ سے مندرجہ ذیل ناظمین اسنادِ خوشنودی کے حقدار پائے ہیں۔ ان کے نام حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کئے گئے تھے۔ جو حضور نے ازراہِ شفقت منظور فرمائے اور فرمایا ...... (اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے)

۱۔ نظامت ضلع کراچی۔ اوّل ناظم ضلع مکرم نعیم احمد خان صاحب۔
۲۔ نظامت ضلع لاہور۔ دوم ناظم ضلع مکرم طاہر احمد صاحب ملک۔
۳۔ نظامت ضلع راجن پور۔ سوم ناظم ضلع مکرم چوہدری علی محمد صاحب۔

قائد عمومی
مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ

اعلان دارالقضاء

(مبارکہ عزیز صاحبہ بابت ترکہ عزیز احمد صاحب)

○ محترمہ مبارکہ عزیز صاحبہ وغیرہ ورثاء مکرم عزیز احمد صاحب ولد غلام قادر صاحب ساکن نبی سر روڈ ضلع تھرپارکر سندھ نے درخواست دی ہے۔ کہ ان کے والد وفات پا چکے ہیں۔ وہ پلاٹ ۹۹/۲ دارالعلوم شرقی ربوہ ۱/۲ حصہ کے مالک تھے۔ یہ حصہ اب انکے بیٹے مکرم نور احمد صاحب شمس (مربی سلسلہ) کے نام منتقل کر دیا جائے۔ سب ورثاء کو اس سے اتفاق ہے۔ ورثاء کے نام یہ ہیں۔

۱۔	محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ	بیوہ
۲۔	" مبارکہ عزیز صاحبہ	بیٹی
۳۔	" صادقہ عزیز صاحبہ	"
۴۔	" محمودہ عزیز صاحبہ	"
۵۔	" ناصرہ صاحبہ	"
۶۔	" بشریٰ ناصیلہ صاحبہ	"
۷۔	" طاہرہ چوہدری صاحبہ	"
۸۔	" نادیہ بصیر صاحبہ	"
۹۔	محترم مبارک احمد صاحب	بیٹا
۱۰۔	" نور احمد صاحب شمس	"
۱۱۔	" مسرور احمد صاحب	"

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس دن کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

ضرورت ہے

جماعت احمدیہ کراچی کو دو مہمان خانوں کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے دو مستعد سمجھدار اور پڑھے لکھے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ضرورت مند اور خواہشمند احمدی دوست جماعت احمدیہ کراچی سے فوری طور پر رابطہ قائم کریں۔

جنرل سیکرٹری
جماعت احمدیہ کراچی

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

سمجھتے تھے کہ یہاں اُور کے معنے آگ کے الاؤ کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کلدانیوں نے جو آگ بھڑکائی تھی اللہ تعالیٰ نے اس سے نجات دی اور وہاں سے تجھے بحفاظت نکال لایا۔ اُور کے معنی عبرانی میں آگ کے الاؤ کے ہیں۔ مندرجہ ذیل روایت جو کہ مدرشِ ربّاہ میں آتی ہے اس معجزہ کی تائید کرتی ہے:۔

یہودی روایت

"زارح (تارح) بت تراش تھا۔ ایک دن وہ کہیں باہر چلا گیا اور اپنی جگہ ابراہیم کو بت بیچنے کے لئے بٹھلا گیا۔ ایک خریدار آیا۔ ابراہیم نے اس سے پوچھا تیری عمر کیا ہے؟ وہ بولا پچاس یا ساٹھ برس۔ اس نے کہا افسوس اس شخص پر جو ساٹھ برس کو پہنچ چکے اور ایسی شے کی پرستش کی آرزو کرے جو ابھی ایک دن کی بھی نہ ہو۔ وہ شخص شرمندہ ہو کر چلتا ہوا۔ پھر ایک دفعہ ایک عورت آئی تھالی میں گیہوں کا آٹا لئے ہوئے اور ابراہیم سے بولی یہ لو اسے ان کے آگے دھر دو۔ پھر ابراہیم اٹھا اور لاٹھی لے کر ان سبھوں کو توڑ ڈالا اور لاٹھی ایک بت کے ہاتھ میں تھما دی۔ جو سب سے بڑا تھا۔ جب باپ لوٹا اس نے پوچھا ان بتوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی؟ ابراہیم نے جواب دیا میں آپ سے کیوں چھپاؤں ایک عورت تھالی بھر گیہوں کا آٹا لائی تھی۔ مجھ سے بولی ان کے آگے رکھ دے۔ میں نے لاکر ان کے آگے دھر دیا۔ یہ کہنے لگا پہلے میں کھاؤنگا۔ اور یہ بولا نہیں پہلے میں کھاؤں گا۔ پھر جو ان میں سب سے بڑا ہے اس نے لاٹھی اٹھالی اور ان سب کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ باپ سن کے بولا۔ بھلا کیوں تو مجھ سے باتیں بناتا ہے؟ کیا ان میں بھی کوئی سمجھ اور بوجھ ہے؟ اس پر اس نے جواب دیا۔ کچھ تم کو بھی سنائی پڑتا ہے کہ تم اپنے منہ سے کیا بات نکال رہے ہو اس پر باپ نے اس کو پکڑ کر نمرود کے حوالے کر دیا۔ نمرود نے اس سے کہا کہ ہم آگ کو پوجتے ہیں۔ ابراہیم نے کہا پانی کو کیوں نہیں پوجتے جو آگ کو بجھاتا ہے۔ نمرود بولا اچھا پانی کو پوجیں گے۔ ابراہیم نے کہا اگر ایسا ہی ہے۔ تو بادل کو پوجو جو پانی لاتا ہے۔ نمرود بولا خیر بادل کو سہی۔ ابراہیم نے جواب دیا تو بہتر ہے ہوا کو پوجو بادلوں کو اڑائے پھرتی ہے۔ نمرود نے کہا تو ہم ہوا کو پوجتے ہیں۔ ابراہیم نے کہا آدمی کو کیوں نہ پوجو جو ہوا کا بھی مقابلہ کرتا ہے؟ نمرود کھسیانا ہو گیا اور بولا اگر تم مجھ سے یونہی تکرار کرتے ہو تو لے میں سوا آگ کے کسی کو نہیں پوجتا اور تجھ کو اسی کے اندر جھونکے دیتا ہوں۔ اور وہی خدا جس کو تو پوجتا ہے آئے اور تجھ کو بچائے۔ ابراہیم آگ کے بیچوں بیچ جا پڑا اور صحیح سلامت نکل آیا۔"

یہ روایت تورات کی حسبِ ذیل آیت کی تفسیر میں بیان کی گئی:۔

"میں خداوند ہوں جو تجھے کسدیوں کے اُور سے نکال لایا کہ تجھ کو یہ ملک میراث میں دوں۔"

(پیدائش ۱۵/۷)

علمائے مدرش یہاں اُور سے مراد آگ کا الاؤ لیتے ہیں۔ جسکی تائید میں وہ مذکورہ روایت لاتے ہیں۔

مستشرقین معترض ہیں کہ قرآن حکیم نے اسی قسم کی اساطیر الیہود سے خوشہ چینی کی ہے اگر ان واقعات میں کوئی تاریخی صداقت ہوتی تو تورات میں ان کا ذکر ہونا چاہیئے تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تورات میں خلیل اللہ کی ہجرت سے پہلے کے واقعات کا پورا باب حذف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہود تحریری تورات کے علاوہ "زبانی تورات" کے قائل ہیں بہت سے واقعات تورات میں نہیں آئے۔ احادیثِ یہود میں ملتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ احادیثِ یہود کا سارا مواد باطل ہے۔ ہاں چھان پھٹک کی ضرورت ہے۔ جیسے تورات کی عمومی روایات میں غلط باتیں بھی شامل ہیں۔ ویسے ہی اساطیر الیہود میں بھی ہیں مذکورہ روایت پر ہی غور کریں۔ قرآن حکیم نے صحیح واقعہ بیان کیا ہے۔ لیکن اس روایت میں بہت سی رنگ آمیزی آپ کو ملے گی۔

صحیفہ جوبلی میں لکھا ہے کہ بت کدہ کو حضرت ابراہیمؑ نے نذرِ آتش کر دیا۔ اس آگ میں آپ کا بھائی حاران جل کر مر گیا کیونکہ وہ بتوں کو آگ سے بچاتا تھا۔ قرآن حکیم اہلِ کتاب کے اختلافات میں حَکَم بن کر آیا۔ حقیقی واقعات بیان کر کے اشارہ کر دیا کہ باقی روایتیں باطل کی ملونی سے خالی نہیں ہیں۔ یہ قرآن حکیم کا کمال ہے کہ اس نے قبل ہجرت اور مابعد دونوں زمانوں کو پیش کیا ہے۔ تورات کا نقص ظاہر ہے کہ اس نے خلیل اللہ کی زندگی کے صرف ایک رخ کو پیش کیا ہے ان واقعات کے بعد خلیل اللہ کو ہجرت کا حکم ہوا۔ آپؑ اپنی قوم سے منہ موڑ کر راہِ خدا میں نکل کھڑے ہوئے۔ حاران سے آپ کنعان میں پہنچے۔ یوں خلیل اللہ کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوا۔

(الفرقان جولائی اگست ۱۹۶۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۳۳۰ I DENNY ACHMAD THOFARID S/O UDIN SAYUDIN پیشہ تجارت عمر ۴۸ سال بیعت ۱۹۶۷ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶۹/۸۹-۲-۱۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) ایک مکان مع فیکٹری برقبہ ۱۷۰۰ مربع میٹر مالیتی ۵۰.۰۰۰.۰۰۰/- روپے۔ (۲) دھان کا کھیت برقبہ ۳۳۵ مربع میٹر مالیتی ۶۵۰.۰۰۰/- روپے۔ (۳) زمین برقبہ ۲۲۵۵۰ مربع میٹر مالیتی ۲۵.۰۰۰.۰۰۰/- روپے۔ (۴) زمین برقبہ ۱۲۰۰ مربع میٹر مالیتی ۲.۴۵۰.۰۰۰/- روپے۔ (۵) زمین برقبہ ۳۰,۰۰۰ مربع میٹر مالیتی ۶.۰۰۰.۰۰۰/- روپے۔ (۶) زمین برقبہ ۴۲۰۰ مربع میٹر مالیتی ۳.۰۰۰.۰۰۰/- کل جائیداد ۸۷.۰۰۰.۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۶۵.۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ اور مبلغ ۹۵.۰۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ DENNY ACHMAD THOFARID انڈونیشیا گواہ شد نمبر۱۔ ROCHATIN ATMANAH انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ ایچ محمد AFFANDI انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۳۳۱ میں شکیل احمد خان ولد مقصود احمد خان قوم پٹھان پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈیریانوالہ P.O خاص ضلع سیالکوٹ۔ حال ناصر ہوسٹل ربوہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱-۸-۱۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ شکیل احمد خان ناصر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ شبیر احمد ثاقب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ نصیر احمد شاد ایم۔ اے وصیت نمبر ۲۱۵۲۰۔

مسل نمبر ۲۸۳۳۲ میں ناصر احمد شریف ولد محمد شریف احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ طالب علم جامعہ عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۲۲ حمیدہ آباد ضلع بہاولپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱-۱۲-۱۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ناصر احمد شریف ناصر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ منور احمد قمر وصیت نمبر ۲۶۶۰۶۔ گواہ شد نمبر۲۔ نصیر الدین بھٹی ولد عبدالرحمن بھٹی جامعہ احمدیہ۔

مسل نمبر ۲۸۳۳۳ میں شاکر مسلم ناصر ولد منیر احمد بٹ قوم بٹ کشمیری پیشہ طالب علم عمر ۱۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی حال ناصر ہوسٹل ربوہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱-۱۰-۱۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ شاکر مسلم ناصر ناصر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ ملک بشیر احمد وصیت نمبر ۲۱۸۰۷۔ گواہ شد نمبر۲۔ اکرام اللہ وصیت نمبر ۲۷۳۱۳۔

مسل نمبر ۲۸۳۳۴ میں محمود احمد بھٹی ولد غفور احمد صاحب قوم بھٹی پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈیرہ موگیوالہ چک نمبر ۵۲۲ ضلع شیخوپورہ حال ناصر ہوسٹل ربوہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱-۱۲-۱۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمود احمد بھٹی ناصر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ مرزا محمد دین ناز وصیت نمبر ۱۸۵۲۰۔ گواہ شد نمبر۲۔ عبدالسلام واقف زندگی وصیت نمبر ۱۲۵۰۳۔

مسل نمبر ۲۸۳۳۵ میں فائزہ حنا بنت قریشی ظفر احمد قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۱/۷ دار الصدر غربی ربوہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱-۸-۲۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ طلائی بالیاں وزنجیر مالیتی ۳۵۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ فائزہ حنا بنت قریشی ظفر احمد ۲۱/۷ دار الصدر غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ شفقت رسول ۲۱/۷ دار الصدر غربی۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد احمد فاضل وصیت نمبر ۵۸۲۶۔

خریداران الفضل متوجہ ہوں

خریداران الفضل کی نئی چٹیں عنقریب چھپوائی جارہی ہیں۔ اگر کسی خریدار نے پتہ میں تبدیلی یا درستی کروانا ہو تو اپنے خریداری نمبر کے حوالہ سے تحریر فرمائیں۔ پتہ صاف ہونا چاہئے تاکہ تعمیل کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ نیز اپنے ڈاک خانہ کے پوسٹ کوڈ نمبر سے بھی آگاہ فرمائیں۔

(مینیجر روزنامہ الفضل۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ بھارتی حکومت کی وزارت خارجہ نے بھارت میں پاکستانی ہائی کمشنر کی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ بھارتی وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ مسٹر عبدالستار کشمیر کی صورت حال کے بارے میں بھارت کے خلاف بے بنیاد افواہیں پھیلا رہے ہیں بھارتی حکومت کو ان کے پس پردہ مقاصد پر تشویش ہے اور ان کے خیالات ناقابل قبول ہیں

○ گیارہ برس سے جاری درآمدی مال پر ڈیڑھ ارب روپے کی لوٹ اور بدعنوانی کا سراغ لگایا گیا ہے اس کے تحت درآمدی مال پر ٹیکس کی چوری سے ہے۔ اس میں اہم سرکاری ادارے اور حساس ایجنسیوں کے اعلیٰ عہدیدار شامل ہیں۔

○ ساہیوال سے قیدیوں کو لے کر رینالہ خورد جانے والی پولیس وین اور مسافر بس میں خوفناک تصادم سے چار قیدیوں سمیت ۷ افراد ہلاک اور ۱۵ زخمی ہوگئے۔

○ نواب شاہ میں دن دہاڑے ایم کیو ایم کے ایک کارکن کو قتل کر دیا گیا۔

○ وفاقی وزیر پانی و بجلی نے کہا ہے کہ لوڈ شیڈنگ تین چار دن میں ختم ہو جائے گی۔

○ دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ انہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ سیدہ عابدہ حسین کو امریکہ سے واپس بلا لیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ سیدہ عابدہ حسین امریکہ میں نامزد سفیر ہیں لیکن تین ماہ کا عرصہ گزر جانے کے باوجود وہ ابھی تک اپنے کاغذات صدر کو پیش نہیں کر سکیں۔

○ سندھ کے علیحدگی پسند لیڈر جی ایم سید کے بیانات کے بارے میں پنجاب اسمبلی میں قرارداد مذمت پاس کی گئی ہے۔

○ منصوبہ بندی کمیشن کے چیئرمین مسٹر اے جی این قاضی نے کہا ہے کہ موٹروے کے منصوبہ کی منظوری ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی نے دی تھی جو پوری ذمہ داری قبول کرتی ہے۔

○ گجرات میں دن دہاڑے ۶۲ ہزار روپے لوٹ لئے گئے۔

○ کالا باغ ڈیم کا جو نیا منصوبہ وضع کیا جا رہا ہے اس سے خطرہ ہے کہ پنجاب کو سالانہ ۶ ارب روپے کا نقصان ہوگا۔

○ سود کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے بعد عالمی بنک نے حب ڈیم کے لئے امداد بند کر دی ہے۔ وفاقی وزیر مملکت سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ موجودہ صورتحال میں متبادل نظام کے بغیر سود ختم کرنے سے معیشت پر بہت برے اثرات مرتب ہوں گے۔

○ کشمیر اور ایٹمی مسئلہ پر وزیر اعظم پاکستان کی بھارتی وزیر اعظم سے سوئٹزرلینڈ میں ملاقات ہوئی اس ملاقات کے بعد پاکستانی وزیر اعظم نے کہا نرسمہا راؤ پیارے آدمی ہیں۔

○ کوآپریٹو بحران سے تحقیقاتی کمیشن نے نیشنل انڈسٹریل فنانس کارپوریشن کو غبن اور بدعنوانی کا مرتکب قرار دیا ہے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے صوبائی اسمبلی کو بتایا ہے کہ گورنر ہاؤس کے سامنے پولیس فائرنگ کے واقعہ میں اگر پولیس چاہتی تو اس کیس کو ناجائز اسلحہ کا کیس بنا کر صورت حال بدل سکتی تھی انہوں نے قائد حزب اختلاف کو یقین دلایا کہ پولیس کی بہتری کے لئے اقدامات کئے جائیں گے۔

○ گورنر ہاؤس کے سامنے پولیس فائرنگ کے واقعہ کی عینی شاہد اداکارہ سونیا کو پولیس نے شراب رکھنے کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے۔

○ پاکستان میں جاپان کے سفیر نے کہا ہے کہ سندھ کی صورتحال نے پاکستان کو بدنام کیا ہے اگر ملک میں امن وامان کی صورتحال بہتر ہو جائے تو جاپانی سرمایہ کار پاکستان کو ترجیح دیں گے۔

○ آل پارٹیز کانفرنس نے ۱۶ فروری سے لانگ مارچ کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ لانگ مارچ پنجاب کے مختلف شہروں میں ہوگا۔

○ فیصل آباد کے سابق میئر چوہدری شیر علی نے قومی اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دے کر سیاست ہی چھوڑ دی ہے۔ یہ قدم انہوں نے حالیہ بلدیاتی انتخابات میں کمانڈو ایکشن کے ذریعے سرکاری طور پر مختلف کونسلروں کو اغوا کرنے کے بعد اٹھایا ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ میں پیپلز پارٹی کے ساتھ محاذ آرائی ختم کر رہا ہوں۔

○ پیپلز پارٹی نے الزام لگایا ہے کہ حکومت نے امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اسرائیل کو تسلیم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ نے ایٹمی اسلحہ میں مزید تخفیف کی روسی تجویز مسترد کر دی ہے۔ روسی صدر یلسن کی تجویز کے مطابق ایٹمی جنگی طیاروں کی تعداد کم ہو کر ڈھائی ہزار ہو سکتی ہے۔ امریکی وزیر دفاع ڈک چینی تخفیف اسلحہ کے بارے میں مذاکرات کرنے کے لئے اس ماہ ماسکو جائینگے۔

○ روسی صدر یلسن نے کہا ہے کہ اگرچہ کمیونزم کی یلغار رک گئی ہے۔ لیکن اس کے اثرات زائل ہونے میں وقت لگے گا۔

○ بنگلہ دیش میں چٹاگانگ کے جنوب مشرقی پہاڑوں ضلع رنگامتی میں باغی شانتی باہنی نے لانچ کو بم سے اڑا دیا ہے جس سے ۱۴ افراد ہلاک اور ۲۰ زخمی ہوگئے۔ یہ باغی چھاپہ مار گذشتہ ۱۷ سال سے خود مختاری کی جنگ لڑ رہے ہیں اور اپنے علاقے سے بنگالی مسلمانوں کو نکالنا چاہتے ہیں۔ یہ باغی چکمہ قبائل سے تعلق رکھتے ہیں ان کو بھارت اور برما سے امداد ملتی ہے۔

○ امریکی دفتر خارجہ نے پاکستان میں انسانی حقوق کی حفاظت اور پاسداری کے لئے پاکستان کی عدلیہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

○ اٹلی کی پارلیمنٹ توڑ دی گئی ہے اور نئے انتخابات اپریل میں ہونگے۔

○ مصر کے صدر مسٹر حسنی مبارک نے لیبیا کے خلاف فوجی کارروائی رکوا دی ہے۔ طیارے کی تباہی کے بعد امریکہ فوری طور پر انتقامی کارروائی کرنا چاہتا تھا لیکن مصر کے صدر نے معاملہ رفع دفع کروا دیا۔

○ بھارتی پنجاب میں ایک بار پھر انتخابات ملتوی کرنے کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔ فوج نے انتخابات کے دوران امن وامان کی ذمہ داریاں سنبھالنے سے انکار کر دیا ہے۔

○ بھارت میں ہتھیاروں کی تیاری کی ضرورت کا احساس بڑھ گیا ہے۔

○ ایران نے اپنے ملک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا الزام مسترد کر دیا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کے ساتھ جھڑپوں میں ۹ مسلمان شہید ہوگئے ہیں۔ جھڑپوں میں ۴ بھارتی فوجی بھی مارے گئے۔ سری نگر میں گھر گھر تلاشی کے دوران فوج پر پتھراؤ کیا گیا۔ اس کے جواب میں فوج نے نہتے شہریوں پر فائرنگ شروع کر دی۔

کیورٹیو سسٹم
سے آپ کیا کیا فائدے حاصل کر سکتے ہیں؟ لٹریچر مفت
ایک روپے کا واپسی ٹکٹ بھیج کر منگوائیں
کیورٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ پاکستان